من انصاری الی اللہ

از
سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ایک لاکھ روپیہ کی تحریک

(فرمودہ ۱۲- فروری ۱۹۲۵ء بعد از نماز عصر بمقام مسجد اقصیٰ قادیان)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا-

دوستوں کو یاد ہو گا کہ سفرولایت کے اختیار کرنے سے پہلے میں نے تمام جماعت سے مشورہ لیا تھا کہ میں اس سفر کو اختیار کروں یا نہ کروں اور اس وقت میں نے ان کو یہ بھی جتلادیا تھا کہ اگر میرے جانے کے متعلق جماعت کا مشورہ قرار پایا تو پھر اس کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کو زیادہ بوجھ کا متحمل ہونا پڑے گا کیونکہ کام بہت بڑے پیمانے پر ہو جائے گا اور اخراجات بہت زیادہ ہو جائیں گے- اور اگر میری بجائے کوئی اور بھیجا گیا تو اخراجات کم ہوں گے۔ لیکن باوجود اس علم کے اکثر احباب کی طرف سے مشورہ یہی قرار پایا کہ میں خود اس سفر کو اختیار کروں اور جماعت کے نوے فی صدی نے یہی رائے دی- کہ مجھے خود جانا چاہئے اور اس سفر کے اخراجات کے لئے اس وقت قرض لے لیا جائے جس کو بعد میں جماعت ادا کر دے گی- چنانچہ دوستوں کے مشورہ کے مطابق میں نے اس سفر کو اختیار کیا اور اس کے اخراجات کی مقدار جو وفد کے ممبروں کی آمدورفت پر یا اس سفر کی تبلیغی کوششوں پر صرف ہوا پچاس ہزار روپیہ ہے اور بیس ہزار روپیہ ان کتابوں پر صرف ہوا جو اس سفر کی غرض کے لئے چھپوائی گئیں جو چھ یا سات کی تعداد میں ہیں- اسی طرح جماعت سے مشورہ لیتے وقت میں نے یہ سوال بھی پیش کیا تھا کہ جب میرے جانے سے تبلیغ کے لئے زیادہ تحریک کی گئی تو پھر اس تحریک کو جاری بھی رکھنا پڑے گا- اور اس طرح مشن کے اخراجات آگے سے بہت زیادہ بڑھ جائیں گے- چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ملک شام میں جب ہمارا وفد پہنچا تو وہاں ایک بڑی جماعت کو سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے تیار پایا اور وہ اب بھی

سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہے اور اگر کوشش کی گئی اور اس تحریک کو وہاں جاری رکھا گیا تو اِنْشَاءَ اللّٰہُ ملک شام ترقیات سلسلہ کے لئے ایک اعلیٰ ذریعہ ثابت ہوگا کیونکہ پہلی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ملک سلسلہ کی ترقیات میں خاص دخل رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ابدال شام مسیح موعودؑ کے لئے دعا کر رہے ہیں اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ ملک شام کی طرف بھی ہوگی اور وہ سلسلہ میں داخل ہو کر مسیح موعود کے لئے دعائیں کریں گے اور اس کی تبلیغ کو زیادہ وسعت دیں گے کیونکہ دعا دنیا میں دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک خالق کی طرف اور ایک مخلوق کی طرف۔ پس ان کی دعا کے صرف یقیناً یہی معنے نہیں کہ وہ مسیح موعود کے لئے خدا سے دعا کریں گے بلکہ اس کے یہ بھی معنے ہیں کہ مسیح موعود کے ذریعے دوسرے لوگوں کو خدا کی طرف بلائیں گے۔ دعا کے معنے پکارنے اور بلانے اور التجاء کرنے کے ہیں۔ پس ان کا پکارنا اور بلانا اور التجاء کرنا خدا تعالیٰ سے بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے خدا تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلائیں گے۔ گو ہر شخص جو دعا کرتا ہے وہ بندوں کے لئے خدا کو پکارتا ہے مگر اس کا مفہوم یہ بھی ہے کہ وہ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی محبت میں اس قدر سرشار ہوں گے کہ ساری دنیا کو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف دعوت دینے کے لئے کھڑے ہو جائیں گے تا لوگ اس ذریعہ سے خدا کا قرب حاصل کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کو اس کام کے لئے چنا ہے اور پیشگوئیوں میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔ اسی طرح ولایت اور دوسرے ممالک میں اس سفر کی وجہ سے خاص تحریک پیدا ہو گئی ہے اور ایک خاص جوش پیدا ہو گیا ہے اور سلسلہ کو خاص شہرت حاصل ہو گئی ہے۔ مجھے خط آیا ہے کہ ۳۔ دسمبر تک اخباروں میں برابر ہمارے متعلق مضامین شائع ہو رہے ہیں حالانکہ ۲۴۔ اکتوبر کو ہم نے ولایت کو چھوڑ دیا تھا۔ اس کے بعد ڈیڑھ ماہ تک ہمارے وفد کے متعلق مضامین اخباروں میں نکلتے رہے۔ اب اگر اس تحریک کو چھوڑ دیا جائے اور جاری نہ رکھا جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ سارا کا سارا روپیہ جو اس سفر پر خرچ ہوا ضائع چلا جائے گا اور سب محنت برباد ہو جائے گی۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ اسی سفر کا نتیجہ ہے کہ بیت المال کے بِل رُک گئے ہیں اور اب تک ادا نہیں ہوئے اور تین ماہ کی تنخواہیں بیت المال کے ذمہ ہیں اس تکلیف کا باعث بھی سفر ولایت کے اخراجات ہیں۔ پہلا ستّر ہزار روپیہ تو ایسا ہے کہ جس کے ادا کر دینے کا ذمہ خود جماعت نے لیا ہے۔ باقی تیس ہزار روپے ایسے ہیں جن کے کچھ بِل رُکے پڑے ہیں یا جن

کی آئندہ کام جاری رکھنے کے لئے ضرورت ہے۔ اور یہ بھی عقلاً ماننا پڑتا ہے کہ گو جماعت نے مشورہ دیتے وقت لفظاً اس روپے کی ادائیگی کا ذمہ نہیں لیا مگر کام کے بڑھنے اور اخراجات کے ترقی کر جانے کا ان کو علم دیا گیا تھا اس لئے گویا جماعت کا یہ بھی اقرار تھا کہ وہ ان اخراجات کو بھی برداشت کرے گی۔ پس میں نے جماعت سے ایک لاکھ روپیہ کی اپیل شائع کی ہے جس کی ادائیگی کی تجویز میں نے یہ کی ہے کہ جماعت کے افراد اپنی ایک ماہ کی آمدنی تین ماہ کے اندر اندر ادا کر دیں جس سے ستّر ہزار سے تو وہ قرضہ ادا کیا جائے جو اس سفر ولایت کے اختیار کرنے کے لئے لیا گیا اور اس کی ادائیگی کے دن اب قریب آگئے ہیں۔ اور باقی تیس ہزار سے وہ بل جو رکے پڑے ہیں ادا کئے جائیں اور نظارت کے کام کو ترقی دی جائے اور تبلیغ کو زیادہ وسیع کیا جائے اور اسی طرح ملک شام کی طرف بھی خاص توجہ کی جائے۔ اس ایک لاکھ کے پورا کرنے کے لئے جو ایک ماہ کی آمدنی تین ماہ میں ادا کرنے کی میں نے تجویز کی ہے اس سے زیادہ سے زیادہ جماعت پر یہی بوجھ ہو گا کہ ان کو سال میں ایک ماہ کی بجائے دو ماہ کی آمدنی دینی پڑے گی۔ کیونکہ اگر باقی چندوں کا حساب کیا جائے تو سال میں ایک ماہ کی آمدنی جماعت دیتی ہے اس لئے سال میں ایک ماہ کی بجائے دو ماہ کی آمدنی دے دینا ان پر کوئی بوجھ نہیں ہو سکتا گو بعض پہلے سے اپنی آمد کا پانچواں حصہ ادا کرتے ہیں۔ ممکن ہے وہ استثناء کی صورت میں چندہ کا بوجھ محسوس کریں۔ اور اگر اس چندے کو بوجھ بھی فرض کر لیا جائے تو بھی جو بوجھ خدا کے لئے اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے ہم نے اپنے سر پر اٹھایا ہے تو بہر حال اسے اٹھانا ہی چاہئے۔ ضرب المثل ہے کہ جب اُکھلی میں سر دیا تو پھر جو ضربیں پڑیں ان سے کیا ڈرنا۔ جب کوئی شخص الٰہی سلسلوں میں داخل ہوتا ہے تو پھر اس کو ان سب بوجھوں کو بھی اٹھانا پڑتا ہے جو اس سلسلہ کی ترقی کے لئے کام کرنے والوں کے حق میں مقدر ہوتے ہیں۔ اس سفر میں میں نے جو یورپ اور اسلام کی حالت دیکھی ہے۔ اور اسلام کے مقابلہ میں دشمنوں کی کوششوں کو دیکھا ہے تو میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں ہمیں ایک ذرہ بھر بھی دل میں ڈر نہ رکھنا چاہئے پہلے تو مجھے یہ خیال آجاتا تھا کہ جماعت کے کمزور لوگوں کا خیال رکھا جائے ایسا نہ ہو کہ وہ بوجھ کے متحمل نہ ہونے کی وجہ سے کوئی ٹھوکر کھائیں۔ مگر اب میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ کمزوروں کی کمزوری کا خیال رکھنا اتنا ضروری نہیں جتنا کہ اسلام کی کمزوری کا خیال ضروری ہے۔ ان کی کمزوری سے دین کی کمزوری زیادہ حق رکھتی ہے کہ اس کی طرف توجہ کی جائے۔ اور اس کا زیادہ خیال رکھا جائے۔ ایک ایسا شخص جو خدا کی راہ میں قدم

بڑھاتا ہے اور اس کے لئے ہر ایک قسم کی قربانی اختیار کرتا ہے وہ ایسے ہزار آدمیوں سے بھی بدرجہا بہتر ہے جو نہ خود آگے بڑھیں بلکہ دوسروں کے بڑھنے میں بھی روک ہوں اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اس امر کا خیال ہرگز نہ کروں کہ اس بوجھ کا کمزوروں پر کیا اثر پڑے گا۔ جس قدر کوشش کرنے والے اور خدا کی راہ میں ہر طرح کی قربانی کرنے والے ہیں وہ ممتاز ہو جائیں اور کمزوروں کا خیال چھوڑ دیا جائے بلکہ ان کا جدا ہو جانا ہی بہتر ہے۔

یہ وقت ہے کہ جو کچھ بھی ہے ہم خدا کی راہ میں قربان کر دیں اور ہماری کوئی کوشش ادھوری نہ رہے تاکہ خدا کی نصرت بھی ہم پر ادھوری نہ ہو۔ جب انسان ڈرتے ڈرتے خدا کی راہ میں کوشش کرتا ہے تو اس کی نصرت بھی کھلے طور پر نازل نہیں ہوتی۔ چونکہ ہمیشہ ایسی تحریکوں میں حصہ لینے کا قادیان کے لوگوں کو سب سے پہلے موقع دیا جاتا ہے اس لئے اب بھی عام جماعت میں اس اعلان کے شائع کرنے سے پہلے آپ کو موقع دیا جاتا ہے۔ منافق اور کمزور لوگ ایسی قربانی کی تحریکوں میں بہت گھبراتے ہیں اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ اس قربانی سے بچ جائیں یا ان کے کان میں وہ آواز نہ پڑے یا سب سے آخر ان کے کان تک وہ تحریک پہنچے۔ لیکن مومن ایسی تحریکوں پر گھبراتا نہیں بلکہ خوش ہوتا ہے اور اس کو فخر ہوتا ہے کہ تحریک سب سے پہلے مجھ تک پہنچی۔ وہ ڈرتا نہیں بلکہ اس پر اس کو ناز ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا وہ شکریہ ادا کرتا ہے اور سب سے زیادہ اس کی راہ میں قربانی کرتا ہے اور درجہ بھی سب سے بڑھ کر پاتا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جو جو قربانیاں حضرت ابوبکر نے کیں یا جس جس خدمت کا ان کو موقع حاصل ہوا ہے وہ آرزو کرتے تھے کہ مجھے سب سے پہلے ان قربانیوں کا کیوں موقع ملا۔ انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ اپنے آپ کو خطرات میں ڈالا اور خدا کی راہ میں تکلیفیں اٹھائیں اس لئے انہوں نے وہ درجہ پایا جو حضرت عمر بھی نہ پا سکے۔ کیونکہ جو پہلے ایمان لاتا ہے اس کو سب سے پہلے قربانیوں کا موقع ملتا ہے حالانکہ خطرات حضرت عمر کے ایمان لانے کے وقت بھی تھے۔ تکلیفیں دی جاتی تھیں، نمازیں نہیں پڑھنے دیتے تھے، صحابہ وطنوں سے بے وطن ہو رہے تھے، پہلی ہجرت حبشہ جاری تھی، ترقیوں کا زمانہ ان کے ایمان لانے کے بہت بعد شروع ہوا مگر پھر بھی جو مرتبہ حضرت ابوبکر کو ابتداء میں ایمان لانے اور ابتداء میں قربانیوں کا موقع میسر آنے کی وجہ سے حاصل ہوا حضرت عمر اس کی برابری نہ کر سکے۔ یہی وجہ ہے ایک دفعہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا اختلاف ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ جس وقت اسلام سے انکار کر رہے تھے اس وقت ابوبکر نے

اسلام کو قبول کیا اور جس وقت تم اسلام کی مخالفت کر رہے تھے اس نے اسلام کی مدد کی اب تم اس کو کیوں دکھ دیتے ہو۔ تو ان کے پہلے ایمان لانے اور قربانیوں کا اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ تکلیفیں حضرت عمر نے بھی اٹھائیں اور قربانیاں انہوں نے بھی کی تھیں۔ پس حضرت ابو بکر کو اس سبقت پر فخر حاصل تھا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر یہ چاہتے ہوں گے کہ کاش! فتح مکہ کے وقت ان کو ایمان لانے کا موقع ملتا بلکہ اگر دنیا کی بادشاہت کو بھی ان کے سامنے رکھ دیا جاتا تو حضرت ابو بکر اس کو نہایت حقیر بدلہ قرار دیتے اور منظور نہ کرتے بلکہ وہ اس مرتبہ کے معاوضہ میں دنیا کی بادشاہت کو پاؤں سے ٹھوکر مارنے کی تکلیف بھی گوارا نہ کرتے۔ حالانکہ ان تکلیفوں سے طبعی طور سے مومن کو رنج بھی ہوتا ہے مگر ایمان کی وجہ سے اس تکلیف کو بھی وہ انعام سمجھتا ہے جیسا کہ کسی کا باپ شہید ہو جائے تو کچھ شک نہیں کہ اس کو طبعی طور پر اس کا رنج بھی ہو گا مگر وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے باپ کو شہادت کا مرتبہ کیوں ملا۔ اگر بظاہر اس کو رنج پہنچتا ہے تو دل میں فرحت اور اطمینان بھی اس کو ہوتا ہے۔ مومن کے اس رنج میں بھی ایک ایسی باریک خوشی ہوتی ہے کہ دنیا کی کسی خوشی کو بھی وہ اس کے برابر قرار نہیں دے سکتا۔ پس اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے میں سب سے پہلے قادیان کے احباب کو جو اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اور تمام رشتہ داریوں کو قطع کر کے قادیان میں ہجرت کر آئے ہیں اور ان کو جو دراصل اس بستی کے رہنے والے ہیں جو کہ خدا کے مسیح کی بستی ہے اس فضیلت کی وجہ سے ان کو اس تحریک میں حصہ لینے کا حق دار سمجھتا ہوں تاکہ آپ دوسروں کے لئے نمونہ بنیں۔ اور آپ کے نمونہ سے دوسروں کو اس تحریک میں شامل ہونے کا موقع حاصل ہو۔ اب میں وہ اپیل پڑھ کر سناتا ہوں۔

(الفضل ۱۷۔ فروری ۱۹۲۵ء)

مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ

(تحریر فرمودہ ۱۰- فروری ۱۹۲۵ء)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَالنَّاصِرُ

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ [2]

برادران جماعت احمدیہ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ آج سے آٹھ ماہ پہلے میں نے آپ لوگوں سے مشورہ دریافت کیا تھا کہ کانفرنس مذاہب لندن نے جو مجھے لیکچر کی درخواست دی ہے کیا میں اس کو قبول کر کے خود انگلستان جاؤں یا مضمون لکھ کر بعض اور دوستوں کے ہاتھ روانہ کر دوں۔ میری تحریر کے جواب میں جماعتہائے احمدیہ میں سے نوے فی صدی نے یہ مشورہ دیا تھا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور مجھے خود جا کر اہل مغرب کو اسلام کی طرف بلانا چاہئے۔ اخراجات کثیرہ جن کا اس سفر میں پیش آنا ایک لازمی امر تھا ان کے متعلق احباب نے یہ مشورہ دیا تھا کہ اس وقت قرضہ کے طور پر ان کا انتظام کر لیا جائے بعد میں جماعتہائے احمدیہ اس روپیہ کو خاص چندہ کے طور پر جمع کر دیں گی۔ میں نے اس مشورہ کو باوجود سخت مشکلات کے قبول کر لیا اور انگلستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جس رنگ میں اس سفر کو برکت دی اور سلسلہ احمدیہ کی شہرت دوام کا موجب بنایا اور اس کے ذریعہ سے دنیا کے گوشہ گوشہ میں اس کا نام بلند کیا اور ہزاروں قلوب میں سلسلہ کی ہیبت اور عظمت کو قائم کیا وہ محتاج بیان نہیں سب احباب اس سے واقف ہیں یہ شہرت قادیان بیٹھے ہوئے دس پندرہ سال میں بھی لاکھوں روپیہ خرچ کر کے نہیں ہو سکتی تھی مگر یہ جو کچھ تھا ایک بیج تھا۔ تیرہ سو سال کی پیشگوئیاں صرف اسی قدر شہرت کا سامان پیدا کر کے ختم نہیں ہو سکتیں اس سفر کا نتیجہ موجودہ نتیجہ

سے بہت زیادہ اہم انشاء اللہ نکلے گا اور مخالفوں کی آنکھوں کو خیرہ اور مومنوں کے دلوں کو مسرور و خوش کرے گا مگر اب تک بھی جو نتیجہ نکل چکا ہے دوست تو دوست دشمن بھی اس کا اعتراف کر رہے ہیں خصوصاً شام اور انگلستان میں سلسلہ احمدیہ کی محبت کا بیج اس قدر سعید روحوں میں بو دیا گیا ہے کہ انسانی عقل اس کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتی ہے اور خدا کی قدرت نمائی پر ششدر ۔

اس سفر میں اور اس کے بعد جو جو تکالیف مجھ کو پہنچی ہیں اور جو تکالیف دوسرے ممبرانِ وفد کو پہنچی ہیں وہ بھی آپ لوگوں کو معلوم ہیں ان کے بیان کرنے کی مجھے ضرورت نہیں۔ہاں میں یہ کہنے سے نہیں رک سکتا کہ وہ دلوں کو ہلا دینے والی اور کمروں کو جھکا دینے والی ہیں خصوصاً وہ تکالیف جو مجھے اس سفر میں یا اس کے معاً بعد پیش آئی ہیں اور جن کی مجھے اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت اطلاع دے دی تھی وہ ایسی ہیں کہ انہوں نے میری ہستی کی بنیاد کو ہلا دیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی معرفت کی امید اور اس کے دین کا کام میرے سامنے نہ ہوتا تو اس دنیا میں میری دلچسپی کا سامان بہت ہی کم باقی رہ گیا ہے۔ میری صحت متواتر بیماریوں سے جو تبلیغِ ولایت کے متعلق تصانیف اور دورانِ سفر کے متواتر کام کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہوئیں بالکل ٹوٹ چکی ہے اور غموں اور صدموں نے میرے جسم کو زکریا علیہ السلام کی طرح کھوکھلا کر دیا ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ اگر کبھی بھی میرا جسم راحت اور آرام کا مستحق اور میرا دل اطمینان کا محتاج تھا تو وہ یہ وقت ہے لیکن صحت کی کمزوری' جانی اور مالی ابتلاؤں کے باوجود بجائے آرام ملنے کے میری جان اور بھی زیادہ بوجھوں کے نیچے دبی جا رہی ہے کیونکہ سفر مغرب کی وجہ سے اور اشاعتِ کتب کی غرض سے جو روپیہ قرض لیا گیا تھا اس کی ادائیگی کا وقت سر پر ہے بلکہ شروع ہو چکا ہے اور بیت المال کا یہ حال ہے کہ قرضہ کی ادائیگی تو الگ رہی کارکنوں کی تنخواہیں ہی تین تین ماہ کی واجب الاداء ہیں۔پس یہ غم مجھ پر مزید بر آں پڑ گیا ہے کہ قرضہ کے ادا نہ ہونے کی صورت میں ہم پر نادہندگی اور وعدہ خلافی کا الزام نہ آئے۔اور اسی طرح وہ لوگ جو باہر کی اچھی ملازمتوں کو ترک کر کے قادیان میں خدمت دین کے لئے بیٹھے ہیں ان کو فاقہ کشی کی حالت میں دیکھنا اور ان کو ان کی ان تھک خدمت کے بعد قوت لایموت کے لئے روپیہ بھی نہ دے سکنا کوئی معمولی صدمہ نہیں ہے۔ تیسرا صدمہ مجھے یہ ہے کہ اس قدر تکالیف برداشت کر کے جو سفر کیا گیا تھا اس کے اثرات کو دیرپا اور وسیع کرنے کے لئے ضروری تھا کہ فوراً سفر کے تجربہ کے ماتحت شام اور انگلستان میں تبلیغ کا راستہ کھولا جاتا مگر مالی تنگی کی وجہ سے اس کام کو شروع نہیں کیا جا سکتا اور سب

محنت کے برباد ہونے کا خطرہ ہے۔ ان صدمات کے بعد جو میری صحت اور میرے جسم کو پہنچے ہیں اور جو اپنی ذات میں ہی ایک انسان کو ہلاک کر دینے کے لئے کافی ہیں اس قدر قومی صدمات کا بوجھ میرے لئے ناقابل برداشت ہوا جا رہا ہے۔ پس میں نے اب فیصلہ کیا ہے کہ اس وعدہ کے مطابق جو احباب نے سفرولایت کے متعلق مشورہ لیتے وقت کیا تھا ایک خاص چندہ کی اپیل کروں۔

سفرولایت پر پچاس ہزار روپیہ خرچ آیا ہے اور اس خاص لٹریچر کی اشاعت پر جو اس سفر کی غرض کے لئے چھپوایا گیا بیس ہزار روپیہ موجودہ مالی تنگی کو رفع کرنے اور سفر سے جو تحریک اسلامی اور مغربی بلاد میں پیدا کی گئی تھی اس کے چلانے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے تیس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ یہ کُل ایک لاکھ روپیہ ہوتا ہے اور میں اس کے لئے اب جماعت سے اپیل کرتا ہوں اور اس کے پورا کرنے کے لئے یہ تجویز کرتا ہوں کہ ہر شخص جو احمدی کہلاتا ہے اس غرض کے لئے اپنی ایک مہینہ کی آمد تین ماہ میں یعنی پندرہ فروری سے پندرہ مئی تک علاوہ ماہواری چندہ کے جو وہ دیتا ہے اس خاص تحریک میں ادا کرے۔ زمیندار لوگ دونوں فصلوں کے مواقع پر علاوہ مقررہ چندہ کے دو سیر فی من پیداوار پر ادا کریں اور اس طرح جماعت کی عزت اور سلسلہ کے کام کو نقصان پہنچنے سے بچایا جائے۔

اے عزیزو! آپ لوگوں کے کہنے پر ولایت کے وفد کے لئے لوگوں سے قرض لیا گیا ہے کیونکہ برلن کی زمین فروخت نہ ہو سکی تھی اور آپ لوگ یہ بھی سمجھ سکتے تھے کہ جب اس قدر زور سے غیر ممالک میں سلسلہ کی تبلیغ کی جائے گی تو ضرور ہے کہ اس کام کو جاری رکھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے بھی بہت سے روپیہ کی ضرورت ہوگی پس آپ لوگوں کا فرض ہے کہ اس رقم کو جلد سے جلد مہیا کر دیں تا وہ لوگ جن سے روپیہ قرض لیا گیا تھا ان کو حسب وعدہ وقت پر روپیہ ادا کیا جا سکے اور تا کہ آئندہ کام کو اس صورت میں چلایا جائے کہ سب محنت اکارت نہ جائے۔ چاہئے کہ ہر ایک احمدی سچے جوش سے اس کام کو پورا کرنے کے لئے لگ جائے اور آرام نہ کرے جب تک کہ وہ خود اس ذمہ داری کو ادا نہ کر لے اور جب تک کہ دوسروں کو بھی اس کام میں شریک نہ کر لے اور چاہئے کہ احباب اس طرح تندہی اور انتظام سے کام کریں کہ کوئی احمدی ایسا نہ رہے جس نے اس تحریک میں حصہ نہ لیا ہو۔

یہ ایک ماہ کی آمد تین ماہ میں دینے کی شرط میں نے صرف کمزوروں اور ایسے لوگوں کو مدنظر رکھ کر لگائی ہے جو پہلے ہی بعض مالی مشکلات میں مبتلاء ہوں ورنہ میں جانتا ہوں کہ کئی مخلصین

اپنے اخلاص کی وجہ سے اور کئی آسودہ حال لوگ اپنی آسودگی کی وجہ سے ایسے ہیں کہ وہ ایک ماہ کی آمد سے زائد دینا چاہتے ہیں اور دینے کی مقدرت رکھتے ہیں میں ایسے لوگوں سے کہوں گا کہ میری قیدوں کی وجہ سے اپنے ایمان اور اپنے اخلاص کو مقیّد نہ کرو بلکہ آگے بڑھو اور خدا کے فضل سے حصہ لینے کی بیش از پیش کوشش کرو کہ یہ دن روز نہیں آتے اور ایسی عیدوں کے چاند ہر سال نہیں چڑھتے۔ خدا کے رسولوں کا زمانہ ڈھونڈنے سے نہیں ملتا نہ تلاش کرنے سے حاصل ہوتا ہے یہ دن تو خدا ہی لاتا ہے اور اپنی پوشیدہ حکمتوں کے ماتحت لاتا ہے پس ان دنوں سے بڑھ کر قیمتی اور نایاب دن اور کوئی نہیں پس ان سے جس قدر فائدہ حاصل کر سکتے ہو کر لو۔

اے بھائیو! آپ لوگوں نے اس شخص کا زمانہ پایا ہے جس کے زمانہ کی خبر نوحؑ سے لے کر رسول کریم ﷺ تک سب رسولوں نے دی تھی۔ ہاں اس کا زمانہ جو دنیا کے لئے منجی ہے اور سارے جہان کو ایک دین پر جمع کرنے کے لئے آیا ہے جس کا زمانہ قیامت کا زمانہ ہے کیونکہ اس میں سب دنیا کو اکٹھا کرنے کے لئے خدا کی قرنا پھونکی گئی ہے۔ وہ آدمؑ ثانی ہے کیونکہ اس کی قدسی تاثیرات سے اب دنیا کو ایک نئی پیدائش حاصل ہونے والی ہے جس طرح پہلے آدمؑ کے ذریعہ سے اس کو جسمانی پیدائش ملی تھی اب اس آدمؑ ثانی کے ذریعہ سے اسے ایک روحانی پیدائش ملے گی۔ دل بدل دیئے جائیں گے علوم و عرفان کے دروازے کھول دیئے جائیں گے خدا تعالیٰ کے زندہ اور قدیر ہونے کے ثبوت اس طرح مہیا کئے جائیں گے کہ گویا انسان اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھ لے گا اور قیامت اور حشر مابعد الموت کی حقیقت اس طرح منکشف کی جائے گی کہ گویا لوگ مُردوں کو اپنے سامنے دیکھیں گے۔ آپ لوگوں نے خدا تعالیٰ کی قدرت کا نشان پر نشان دیکھا اور معجزہ پر معجزہ مشاہدہ کیا اور نہ صرف یہ کہ خدا کے جری حضرت احمد علیہ السلام کے ہاتھ پر ہی لاکھوں معجزات دیکھے بلکہ آپ کے بعد آپ کے خلفاء کے ہاتھ پر بھی آپ نے زندہ خدا کے قادرانہ نشانات کا مشاہدہ کیا۔ پس کیا اس زمانہ کو پاکر اور اس قدر نشان کو دیکھ کر بھی آپ لوگوں کے دلوں میں دنیا کی کوئی ملونی رہ سکتی ہے؟ اگر شہزادہ عبد اللطیف اور مولوی نعمت اللہ صاحب شہید کے نمونے ساری جماعت کی ایمانی حالت کا نقشہ ہیں تب مجھے یہ کہنا چاہئے کہ نہیں اور ہرگز نہیں۔ پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ لوگوں میں سے آج مجھے کوئی بھی یہ جواب دے گا کہ اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ [۳] بلکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نشانات کو جو بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں دیکھ کر آپ میں سے ہر ایک شخص یہ کہتے ہوئے

آگے بڑھے گا کہ ہم آپ کے آگے لڑیں گے اور پیچھے لڑیں گے اور دائیں لڑیں گے اور بائیں لڑیں گے اور اس روحانی اور علمی مقابلہ کے میدان کو نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ اسلام کی فتح نہ ہو لے اور دشمن پیٹھ دکھا کر بھاگ نہ جائے اور میں امید واثق رکھتا ہوں کہ آپ لوگ میری اس آواز کے جواب میں کہ مَنْ اَنْصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ [4] خدا کے دین کی اشاعت کے لئے کون میری مدد کے لئے آگے بڑھتا ہے یک زبان ہو کر بلا استثناء پکار کر کہیں گے کہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ [5] ہم خدا کے دین کے خادم اور مددگار ہیں جو اپنے مالوں سے کیا اپنے خون کے قطروں سے دین کے پودوں کی آبیاری کرنے کے لئے تیار ہیں۔

اے بھائیو! میں اس سفر سے پہلے کئی دفعہ یہ خیال کیا کرتا تھا کہ جماعت سے کام لیتے وقت مجھے اس امر کا خیال رکھنا چاہئے کہ لوگ کام سے ملول نہ ہو جاویں اور ان کے دل تھک نہ جاویں لیکن اس سفر میں جو نازک حالت اسلام کی میں نے دیکھی ہے اور جو طاقت اور قوت اور ہوشیاری اس کے دشمنوں میں میں نے پائی ہے اس کے بعد میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ زمانہ ڈرنے کا زمانہ نہیں اور یہ وقت ادھوری کوششوں کا وقت نہیں۔ جو بزدل ہے اس کو واپس جانے دینا چاہئے اور صرف بہادروں کو لے کر جو اسلام کے لئے ہر ایک شئے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہیں آگے بڑھنا چاہئے اور بلا کسی قربانی کے خوف کے 'بلا کمزوروں کے لحاظ کے آگے ہی بڑھتے چلے جانا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے آپ پر اور آپ کے اور ہمارے مطاع پیارے محمد عربی پر بے انتہاء درود ہوں سچ فرمایا تھا کہ نرم پاؤں والوں کو جو کانٹوں کے چبھنے سے ڈرتے ہیں واپس ہو جانا چاہئے کیونکہ میرا رستہ خطرناک ہے اور دشوار گزار گھاٹیوں میں سے میں نے گذرنا ہے وہی میرے ساتھ چلے جو موت میں راحت دیکھتا ہو اور قربانی میں لذت پاتا ہو۔ اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ کفر کو جو ظاہری غلبہ حاصل ہے اور اسلام کی اشاعت کے جو آسمانی سامان پیدا ہو رہے ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک زبردست حملہ کی ضرورت ہے ایسا حملہ کہ اس میں ہمیں اپنے سر اور پاؤں کی کچھ خبر نہ رہے 'عزیز' رشتہ دار' دوست' مال' جائداد' اپنی جان اور عزت کسی چیز کی بھی پروانہ ہو صرف اور صرف ایک خیال ہو کہ خدائے واحد کا نام دنیا میں قائم ہو اور اسلام کی حکومت دنیا میں پھیل جائے نہ زمینوں پر بلکہ لوگوں کے دلوں پر۔ پس اب اس تجربہ کے مطابق میرا رویہ ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ ان بیش از پیش قربانیوں کے کرنے میں جن کا اب آپ سے مطالبہ کیا جائے گا میں آپ میں سے ہر ایک کو دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتا ہوا

دیکھوں گا اور آپ میں سے ہر ایک شخص اپنے عمل سے ثابت کر دے گا کہ وہ شہزادہ عبد اللطیف اور مولوی نعمت اللہ صاحب کا ہم عنان ہے اور ان سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں رہنا چاہتا۔

جس امر کا میں نے اس وقت مطالبہ کیا ہے یہ بالکل حقیر اور ذلیل قربانی ہے اس سے بڑی قربانیاں سامنے ہیں اور بعد کو آنے والی ہیں کیونکہ اسلام کی ترقی کے دن آرہے ہیں بلکہ دروازہ پر آچکے ہیں اور ترقی کے ساتھ ساتھ قربانیاں بھی بڑھتی چلی جائیں گی۔ ایک ماہ کی آمد سال میں دینے کے تو صرف یہ معنی ہیں کہ ماہواری اور دوسرے چندوں کو ملا کر گویا آپ لوگ سال میں سے دو ماہ کی آمد خدا کے نام پر دیتے ہیں اور دس ماہ کی آمد اپنے پر خرچ کرتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ صرف چھٹا حصہ خدا کی راہ میں دیتے ہیں حالانکہ بیعت کے وقت آپ نے قرار کیا تھا کہ آپ کا جو کچھ بھی ہے وہ خدا کا ہی ہے۔ پس یہ قربانی کوئی قربانی نہیں اور سچا مومن اسے قربانی کہتے ہوئے بھی شرماتا ہے اور میں عنقریب اس مالی قربانی کے علاوہ بعض جسمانی اور علمی قربانیوں کا آپ سے مطالبہ کرنے والا ہوں جس کے لئے میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ پہلے سے تیار ہو جائیں گے۔

میرے پیارے بھائیو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو اور آپ کے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھولے یہ زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے اور اشاعت کا زمانہ سخت مالی قربانیوں کو چاہتا ہے پس نہ صرف یہ کہ آپ کو ہر سال مالی امداد میں پہلے سالوں سے زیادہ حصہ لینا چاہئے بلکہ چاہئے کہ آپ لوگ کوشش کریں کہ آپ اپنی آمدنوں کو بڑھائیں اور اپنے وقت کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ ہر ایک احمدی کو چاہئے کہ وہ خود بھی کام کرے اور گھر کے ہر ایک ممبر سے اس کی حیثیت اور اس کے علم کے مطابق کام لے اور کوئی شخص فارغ نہ بیٹھے تاکہ دین کو طاقت حاصل ہو اور اسلام دوسرے دینوں پر غالب ہو جائے۔ اور وہ کیسی خوش گھڑی ہو گی جب ایسا ہو گا اس نتیجہ کے مقابلہ میں ہماری کوششیں کیسی حقیر اور بے حقیقت ہیں۔

میں یہ بھی تاکید کرنی چاہتا ہوں کہ چاہئے کہ اس تحریک کی طرف متوجہ ہو کر ہمارے احباب ماہواری چندہ سے غافل نہ ہوں اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہونی چاہئے۔ اور یہ بھی چاہئے کہ ہر جگہ پر میری یہ تحریر سنا دی جائے اور فوراً اس کے مطابق عمل شروع کر دیا جائے اور جماعت کے تمام افراد امیروں اور سیکرٹریوں کی مدد کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں اور اس ذمہ داری کو محسوس کریں کہ یہ خدا کا کام ہے کسی شخص کا کام نہیں کہ وہ اکیلا کرتا پھرے اور چاہئے کہ

جماعت کی عورتوں کو بھی ان کے ذرائع کے مطابق اس تحریک میں شامل کیا جائے تاکہ سب لوگ ثواب میں شریک ہوں۔

اب اس دعا پر اس تحریر کو ختم کرتا ہوں کہ اے میرے رب! میرے مولا! تو اس کمزور جماعت کے افراد کو دیکھتا ہے کہ وہ کس طرح تیرے دین کی اشاعت کے لئے کوشش کر رہے ہیں تو ان کی ہمت میں برکت دے' ان کے عرفان میں برکت دے' ان کے ایمان میں برکت دے' ان کے علم میں برکت دے' ان کے اخلاص میں برکت دے' ان کے عمل میں برکت دے' ان کے دین میں برکت دے' ان کی دنیا میں برکت دے' ان کی جانوں میں برکت دے اور ان کے مالوں میں برکت دے۔ ہر ایک جو اس تحریک میں حصہ لیتا ہے اس پر خاص الخاص فضل فرما اور ہر ایک جو اس تحریک کو کامیاب بنانے میں کوشش کرتا ہے اس کو اپنی رحمت سے حصہ وافر عطا فرما اور ان تمام کے لئے غیر معمولی اور غیر مترقّب طور پر دینی اور دنیاوی ترقی کے راستے کھول دے اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

خاکسار میرزا محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی قادیان
(۱۰- فروری ۱۹۲۵ء)

---

۱ بخاری کتاب المناقب باب قول النبی صل اللہ علیہ وسلم لوکنت متخذا خلیلا مطبوعہ آرام باغ کراچی ۱۹۳۸ء

۲ الانعام : ۱۶۳

۳ المائدۃ : ۲۵

۴'۵ آل عمران : ۱۵۳